

شذرات

ایک مرتبہ میرے شیخ علامہ عبید اللہ سندھی نے فرمایا: اب ہم مذہب اور اقتصادیات کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) ہم قرآن حکیم کی تشریح موجود تہذیب کے عام نظریات سے کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ وہ ہماری عام قومی ذہنیت کے قریب آجائے اور ہم اسے اپنا سکیں، یعنی قرآن کی تشریح ان ہی نظریات کے اندر ہونی چاہیے۔

(۲) اس تشریح کو صحیح طریقہ سے مقرر کرنے کے لئے ہم نے ایک پروگرام واضح کر لیا ہے شاہ صاحب کی حکمت نے ادا کردہ انسانیت کے عام نقطہ نگاہ سے بات کو شخص بناتے ہیں اس فلسفہ کے ثبوت سے برصغیر میں اسلامی تاریخ اور تعلیم کا نچوڑ محفوظ کر لیا۔ اس فلسفہ کی تشریح میں یورپین اصول استعمال کرتے ہیں۔ ہم اسلام سے مخوف نہیں ہو سکتے بلکہ ہم یورپ کے لئے ایک راستہ گھر دیں گے کہ یورپ کو ہمارے انٹرنیشنل ازم میں داخل ہونے کی مجبوری پیدا ہو جائے۔

یورپ کو مجبور کرنے سے پہلے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے فلسفہ کے توسط سے برصغیر کو اسلام میں مضمم کر لیا جائے اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یورپ ہماری اطاعت پر مجبور ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اسلامی قومیں جو یورپی گروپ میں شامل ہو رہی ہیں وہ اپنا فلسفہ ہونے کی وجہ سے اس میں داخل ہو رہی ہیں اور حیب ہم اپنے فلسفہ

کو فروغ اور تقویت دے لیں گے تو اس کے اثر سے اسلامی اقوام اور ان کے اثر سے یورپ بھی اس ہمارے انٹرنیشنلزم میں داخل ہوگا۔

حضرت شیخ کا یہ پروگرام چونکہ وطن کی آزادی سے پہلے کا تھا لہذا آپ نے جو کچھ سوچا تھا اس دور کے حالات کے مطابق سوچا تھا، اس لئے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا اس پروگرام کی تکمیل میں ہم مسلمانان ہند کے علاوہ دو قوموں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں ایک ہند اور دوسرا انگریز، کسی اور قوم سے کسی قسم کا استفادہ کرنے کو اس تحریک کی موت سمجھتے ہیں۔

دوسری مسلمان قوموں میں ایک قسم کی نخوت پیدا ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ہم برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ ملنے کو تیار نہیں ہیں۔ اور اگر ہم ان سے استفادہ کرنے کا خیال کریں تو ان کی یہ نخوت اور ترقی پذیر ہوتی ہے، اور جب ہم ان سے علیحدہ ہو جائیں گے تو انہیں اپنے آپ کو سنبھالنے کی فکر ہوتی ہے۔

مثلاً یورپین سائنس ہم عربی کے ذریعے پڑھیں یا براہ راست زبانوں میں؟ ہم عربی تراجم کے ذریعے سے یہاں کے مسلمانوں کو بڑھانا حرام سمجھتے ہیں وہ سیدھا یورپ سے سمجھیں۔

خلق الموت والحيات اس آیت کی حضرت شیخ نے ایک سائنسی تشریح فرمائی جو یہ ہے: لوہا جب تک اپنی صورت نوعیہ کا مالک ہے زندہ ہے، جب اس کی صورت نوعیہ اس سے چھینی گئی۔ لیکن ذرے وہی باقی رہیں تو اسے ہم اس کی موت کہتے ہیں۔ دوسری حالت پہلی حالت کی ضد پیدا کرنے سے طاری ہوئی ہے اس لئے حیات اور موت دونوں کو خلق کہتے ہیں۔

نبات: نباتات میں ظاہر ہے اس میں نشوونما ہے۔ بیج سے ایک چیز پیدا ہوتی ہے اور جب یہ صفتیں نباتات سے ختم ہو جائیں تو ہم اس کو اس کی موت سے تعبیر کریں گے اور چونکہ درخت کی موت ایک مضاد حالت پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اسے خلق کہا جاتا ہے۔

حیوان: اب حیوانات کو لو اس کی حیوانیت گم ہو جائے تو یہ اس کی موت ہے جس و حرکت ارادی ختم ہو گئی تو یہ موت ہے۔ اس میں حرکت کو ختم کرنے کے لئے ایک سبب پیدا کرنا پڑتا ہے اسی لئے اسے بھی خلق الموت کہہ سکتے ہیں۔

افسان : اب انسان کی موت وحیوۃ کو لو۔ انسان کا جنتہ اور اس کے اندر نسیمہ ہے جس وقت نسیمہ جنتہ سے الگ ہو جائے تو اسے موت سے تعمیر کرتے ہیں اور بعد ائی خاص اسباب کا نتیجہ ہوتا ہے ان اسباب کی تخلیق موت کی تخلیق ہے ۔

انسانی روح کو نسیمہ ملا پھر جسم دیا گیا تاکہ یہ چند کمالات جو اس کے اندر مجمل تھے منفصل کرے اور اس تفصیل کے بعد اسی تفصیل کو اپنے اندر محفوظ رکھے۔ اگر ہو جائے تو اس نے انسانی پیدائش کا مقصد پورا کر دیا کسی انسان کو جسم دیا گیا لیکن اس نے اپنے مجمل کمالات کو اپنے جسم کے ذریعے کامل نہیں کیا تو گویا اس نے انسانی پیدائش کا مقصد پورا نہیں کیا پہلے کو دوسرے کی نسبت ”احسن عملاً“ کہا جائے گا۔

جو لوگ ناقص رہ جاتے ہیں، قدرت الہی ان کے ناقص رہنے پر خاموش نہیں رہتی بلکہ اس کے نقصان کی تکمیل کے اسباب پیدا کرتی رہتی ہے، دنیا میں سکھیں سہتی رہتی ہیں اور وہ غلطی پر متنبہ ہوتا، یا موت کے بعد مختلف طریقوں سے سزائیں ملتی ہیں تب وہ اپنی غلطی محسوس کرتا ہے اس کی انتہا اس میں ہوگی کہ وہ اپنی غلطیاں سمجھے اور اس کی تلافی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے جس دن یہ کرے گا اسی روز جہنم سے نکال دیا جائے گا اور اس کا حشر خصوصی ہوگا یعنی عام حشر سے پیچھے رہے گا تو اس کا خاص قاعدہ بنا دیا جائے گا اس سے وہ ترقی کرے کہ امام نوع انسانی تک پہنچ جائے گا شرائع الہیہ میں ان خصوصی ترقیات کی کوئی بحث نہیں آتی اس لئے ظاہری علماء جو پورے عارف نہیں ہے وہ معاد کے متعلق اپنی معلومات کے اندر رہ کر چند غلط نظریات بنا لیتے ہیں اور اس سے بھگولے پیدا کرتے رہتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی حکمت کے مطابق انسان کی ترقی دو راستوں میں ایک راستے سے ہونا لازم ہے :
(۱) حرجت کی تکمیل سے : وہ تجلی الہی کے خادموں میں شامل ہو جائیں گے۔ کامل انسان تو الگ الگ کامل ہو جاتے لیکن ناقص انسان کو ملا کر ایک کامل انسان بنایا جاتا ہے یہ موت کے بعد کی زندگی میں بنتا ہے موت تک ترقی کرنے کا سامان تمام انسانوں کے لئے موجود ہے۔

(۲) دوسرا راستہ یہ ہے کہ جس کے حرجت کی ترقی کامل نہیں ہوگی تو وہ دوسرے نمبر پر امام نوع میں ضم ہو جاتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا۔ امام نوع انسان خود حاطین عرش میں سے ہے۔
تو اس کا تعلق تجلی اعظم کے ساتھ اس طرح پیدا ہو جاتا ہے جس طرح دوسرے لوگوں کا۔